جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

یَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (ترمذی)

لَا جَمَاعَةَ إِلَّا بِإِمَارَةٍ (دارمی)

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

بانی: خطیب العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 58 | شمارہ 6 | جمعۃ المبارک | 14 تا 20 فروری 2014ء

فون: 042-37656730 فیکس: 042-37659847

بہترین عورت کون؟

بہترین عورت وہ ہے جو اپنی زبان پر قابو رکھے۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: نجات کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ)) ”اپنی زبان پر کنٹرول رکھیں“ [الترمذی: ۱۹۶۱] بہترین عورت وہ ہے جو شرم وحیاء میں مضبوط ہے اور علیحدگی میں ایسا عمل نہ کرے جسے وہ لوگوں کے سامنے کرنے سے شرم محسوس کرتی ہو کیونکہ وہ گناہ کا کام شمار ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ”گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے۔“

بہترین عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کی امانت میں خیانت نہ کرے۔ خاوند کی عدم موجودگی میں اس کی عزت وآبرو کو ملحوظ خاطر رکھے۔ ایسی ہی پاکباز عورتوں کا تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام حمید میں کیا ہے: ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ ”پس نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبرداری کرنے والی ہیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال وعزت) کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔“ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کریں اور خاوند کی عدم موجودگی میں ان کے مالوں اور اپنی عزت کی حفاظت کریں۔ [تفسیر قرطبی]

بہترین اور عقلمند عورت وہ ہے جو اپنی اصلاح کے بغیر کسی دوسری عورت کی اصلاح نہ کرے کیونکہ لوگوں کو وہ نہیں کہنا چاہیے جس پر عمل نہ ہو جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ”اے ایمان والو تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو، یہ بات اللہ ذوالجلال کو بہت ہی ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو۔“ [الصف: ۲،۳]

☆......☆......☆

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس WWW.jaamia.com

درس حدیث

حافظ امتیاز احمد

منافق کی نشانیاں!

((وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا اؤتمن خان واذا وعد اخلف)) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ [متفق علیہ]

ایمان اور کفر کے درمیانی کیفیت نفاق کہلاتی ہے اور اپنے دل میں نفاق رکھنے والے کو منافق کہتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے منافق کی نشانیاں بتلا کر امت مسلمہ کو منافق کی شر سے بچنے سے آگاہ فرمایا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں تین علامات بیان کی گئی ہیں جبکہ دوسری حدیث میں چوتھی کا بھی ذکر ہے کہ جب وہ کسی سے جھگڑتا ہے تو بے ہودہ گفتگو کرتا ہے منافق کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کہ وہ بہار پر آئی ہوئی بکری کی طرح ادھر ادھر پھرتا ہے ہر فریق کے پاس جا کر اس کے مطلب کی بات کرتا ہے اس لیے کہ جھوٹ بولنا تو منافق کی خصلت ہے۔“

منافق جو باہر سے گفتگو کرتا ہے اندر سے ویسا نہیں ہوتا۔ منافقت کی خصوصی علامات یہ ہیں کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے اور وعدہ خلافی اس کی عادت ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان سے کوئی اور برائی تو سرزد ہو سکتی ہے لیکن وہ جھوٹ کو اختیار نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف انداز میں جھوٹ سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں سما نہیں سکتیں اسی طرح مسلمان اور جھوٹ اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ امانت داری بہت عمدہ خصلت ہے اس عادت کی بنا پر انسان کا وقار بلند ہوتا ہے اپنا پرایا ہر کوئی عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے امانت داری اسی بات کا نام ہے، جب امانت رکھنے والا اپنی چیز کا مطالبہ کرے اسے فوری طور پر لٹا دے تاخیری حربے اختیار کرنا بھی خیانت ہے۔ امانت صرف مال یا کوئی چیز ہی نہیں بلکہ مجلس میں ہونے والی بات بھی امانت ہوتی ہے اسی طرح وعدہ پورا کرنا بھی ایماندار ہونے کی علامت ہے اور وعدہ خلافی کرنے والا منافق ہے، وعدہ کر کے اسے نبھانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے تا کہ انسان کی عزت میں کمی نہ آنے پائے۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا کہ کہیں یہ منافقانہ علامتیں ہمارے اندر موجود تو نہیں؟ اگر ہیں تو ابھی وقت ہے اللہ تعالیٰ سے رو کر، گڑگڑا کر، اس کو راضی کر لیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آ جائے کہ ہم منافقانہ روش اختیار کیے ہوں؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ
جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 4
تفسیر سورۃ الانعام 5
ویلنٹائن ڈے 8
ختم نبوت 14

زر تعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

قافلہ حدیث کا یوسف بھی چل بسا

بارہ ربیع الاول میں ملتان سے سینکڑوں میل دور کسی کام سے گیا ہوا تھا کہ موبائل پر اطلاع ملی مولانا محمد یوسف صاحب راجووال والے انتقال فرما گئے ہیں۔ یہ خبر ہر اہلحدیث کے لیے حزن وملال کا باعث تھی، میرے لیے یہ بات سوہان روح تھی کہ میں کسی طرح بھی جنازے میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ آفتاب رشد وہدایت جس نے سرزمین راجووال کو چونسٹھ برس سے اپنی کرنوں سے ضیاء پاش کیا ہوا تھا، اسی مٹی میں غروب ہو رہا تھا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم سے غائبانہ تعارف میرے تایا جان مولانا عبدالقادر حصاریؒ کی وجہ سے تھا۔ میرے قلب وذہن میں ان کا تصور انتہائی بارعب شخصیت صاحب جبہ ودستار کا سا تھا۔ جمعیت اہلحدیث کی مجلس عاملہ میں پہلی بار ملاقات ہوئی تو ان کی سادگی دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ جب میں نے اپنا تعارف کرایا تو انتہائی محبت اور تپاک کا مظاہرہ کیا۔ کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس صفت سے بہرہ ور فرماتا ہے کہ ان سے ملنے والا ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کی نظر شفقت سب سے زیادہ مجھ پر ہے۔ ولی کامل حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ کے بعد یہ صفت میں نے مولانا محمد یوسفؒ میں دیکھی تھی۔ مولانا کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ ہر شخص کو پہلی ہی ملاقات میں گرویدگی بلکہ شیفتگی کا شکار کر لیتی تھی۔ مولانا نے حصول تعلیم کے لیے اہلحدیث کے معروف علمی خاندان لکھوی اور غزنوی بزرگوں سے استفادہ کیا تھا۔ ان دونوں خاندانوں میں علم کے ساتھ تقویٰ، خشوع وخضوع، باطنی پاکیزگی وطہارت کا بہت اہتمام تھا۔ چنانچہ مولانا نے بھی اپنے اساتذہ سے ان صفات میں وافر حصہ لیا۔ زندگی بھر تلاوت قرآن مجید، سحر خیزی، ذکر واذکار، کم گوئی یعنی فضول گفتگو سے پرہیز مولانا کے سیرت وکردار کا حصہ بن گئے تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیفؒ اور مولانا داؤد ارشدؒ جیسے اساتذہ نے تعلیم کے ساتھ حلم، سادگی، منکسر المزاجی کی صفات سے متصف کیا اور پھر امام عبدالستار دہلویؒ جیسے استاد نے استقامت اور عزم وحوصلہ کو جلا بخشی۔ حضرت العلام مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ جن کے ساتھ سفر وحضر میں وقت گزارا، فصاحت وبلاغت اور مناظرانہ صلاحیتیں نکھاریں۔ آپ محض تقریر ہی نہیں بلکہ تحریر میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو زور قلم سے نواز رکھا تھا، مہمان نوازی آپ کی خاندانی صفت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے

آپ سے جس خطہ زمین میں کام لینا تھا وہاں ان تمام صفات کا یکجا ہونا ضروری تھا۔ راجووال ایک غیر معروف قصبہ تھا، جس کی زمین شور اور جہاں کے باشندوں کی ذہنی زمین اس سے بھی زیادہ شور کلر والی تھی۔ شرک وبدعات نے علاقے میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ ایک چھوٹی سی مسجد اہلحدیث جماعت کی تھی جو مولانا کی آمد سے تقریباً دس سال پہلے تعمیر ہوئی تھی لیکن جس طرح اہلحدیث مساجد کے کوئی قریب نہیں پھٹکتا تھا اس کی بھی یہی حالت تھی۔ مولانا صاحب کو ابتداء میں بے پناہ مشکلات ومسائل کا سامنا کرنا پڑا، لیکن مولانا کی سحری کے وقت کی دعائیں رنگ لائیں اور لوگوں کے دلوں سے شرک وبدعت کا میل کچیل دور ہو کر توحید وسنت کا نور بھرنے لگا۔ مولانا نے ''دارالحدیث کمالیہ'' کے نام سے یہاں طلباء کے لیے مدرسہ قائم کیا اور پھر عمر بھر تدریس حدیث میں مشغول رہے۔ تقریباً پچیس بار اپنے طلباء کو بخاری شریف کا مکمل درس دیا۔ وہ جو بنجر و ویران علاقہ تھا اللہ تعالیٰ نے مرکز رشد وہدایت بنا دیا۔ آپ نے طالبات کا جامعہ چار کنال قطعہ زمین پر بنایا۔

آج الحمدللہ دونوں جامعات اور مسجد کی پرشکوہ عمارات قائم ہیں۔ آپ کو علماء اہلحدیث کی نایاب کتابوں کی اشاعت کا بہت شوق تھا۔ آپ نے حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کی کتاب ''اہلحدیث کے امتیازی مسائل'' مولانا عبدالقادر حصاریؒ کی کتب ''قبروں پر اذان، شرعی داڑھی، کتاب الاذان'' اسی طرح دیگر علماء کی کتب تصنیف کرائیں۔ مولانا محمد یوسفؒ کی دلی خواہش تھی کہ مولانا عبدالقادر حصاریؒ کے فتاویٰ جو ''صحیفہ اہلحدیث، الاعتصام اور تنظیم اہلحدیث'' میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ وہ ان کو یکجا کر کے اور ان کے اہم مقالات جمع کر کے شائع کریں۔ یہ بڑا محنت طلب اور مہنگا کام تھا۔ مولانا نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اس کام کو شروع کیا۔ میرے بھانجے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر جو کہ اس وقت ڈائریکٹر سیرت چیئر وصدر شعبہ علوم اسلامیہ بہاولپور یونیورسٹی تھے اور آج کل صدر شعبہ اسلامیات سرگودھا یونیورسٹی ہیں۔ انہیں بھی مشاورت کیلئے راجووال مدعو کرتے رہتے تھے۔ مولانا کے صاحبزادگان نے بھی اپنے والد گرامی کی خواہش کی تکمیل کے لیے شب وروز کام کیا۔ الحمدللہ مولانا کی حیات مبارکہ میں سات جلدوں میں ''فتاویٰ حصاریہ'' کے نام سے یہ فتاویٰ اور مقالات شائع ہو چکے تھے۔

مولانا کے جواں سال صاحبزادے عبداللہ سلیم 21 ستمبر 1993ء اچانک ہارٹ اٹیک سے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ جامعہ سلفیہ کے فارغ التحصیل گریجوایٹ بیٹے کا صدمہ جو باپ کی وراثت سنبھالنے کے قابل ہو چکا تھا اس نے مولانا کی کمر دہری کر دی۔ صبر واستقلال کے پیکر بنے ہوئے راضی بہ رضائے رب تھے۔ زبان اللہ کا شکر ادا کرتی رہی لیکن دل پر کسے اختیار ہے، اس صدمے نے مولانا کو نڈھال کر دیا۔ بعد میں ایک حادثے میں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ مولانا صاحب فراش ہو گئے لیکن اداروں کی دیکھ بھال بدستور جاری رکھی۔ راقم الحروف نے فون کیا کہ عیادت کے لیے حاضر ہونا چاہتا ہوں فوراً پروفیسر حافظ عبیدالرحمٰن محسن سے فون کرایا کہ جمعرات کو آنا اور خطبہ جمعہ دے کر واپس جانا۔ میرے جیسے کم علم کے لیے یہ کتنے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ مولانا کے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ دینے کا ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔ حسب حکم پہنچا بے پناہ محبت وپیار کا اظہار فرمایا۔ فرزند ارجمند پروفیسر حافظ عبیدالرحمٰن محسن بھی تشریف فرما تھے، مجھے کہنے لگے جب سے تم نے تنظیم اہلحدیث میں اداریہ لکھنا شروع کیا ہے میں عبیدالرحمٰن سے اسے دوبارہ سنتا ہوں کہ میرے بھتیجے نے اداریہ لکھا ہے۔

نقاہت کا یہ عالم تھا کہ دو آدمی سہارا دے کر مسجد میں لاتے تھے لیکن کرسی پہلی صف میں رکھی ہوئی تھی، باجماعت نماز اور کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہونے دی۔ مولانا محمد یوسفؒ اس عالم فنا سے عالم بقا کو اس حال میں رخصت ہوئے ہیں کہ ان کے لیے دارالحدیث کمالیہ برائے طلباء طالبات کا جامعہ ان کے ہزاروں شاگرد جو قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں مصروف ہیں۔ وہ ہزار ہا لوگ جو شرک وبدعت اور فسق وفجور کی زندگی سے ان کی تبلیغ کی وجہ سے تائب ہوئے ہیں اور وہ بیسیوں مساجد جو ان کی سعی وجہود سے تعمیر ہوئی ہیں، یہ سب ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں آپ کی اولاد صالح آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب کے قافلہ حدیث میں مولانا محمد یوسف بلاشبہ اپنے ہمعصروں میں قافلہ حدیث کے ''یوسف'' تھے۔ راجووال کا قصبہ جس کی نہ کوئی تاریخی حیثیت تھی اور نہ ہی جغرافیائی اہمیت اب مولانا کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں رشد وہدایت کا مرکز ومنبع بنا ہوا ہے۔ ہم مولانا کے خاندان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل نصیب فرمائے اور ان کے فرزندان گرامی برادران پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن یوسف، پروفیسر حافظ عبیدالرحمٰن محسن، عبیداللہ احسن کے لیے دعا گو ہیں کہ وہ باپ کی علمی وراثت کے حقیقی جانشین ثابت ہوں۔ مولانا محمد یوسف صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سب آئے ہیں جانے کے لیے

الاستفتاء

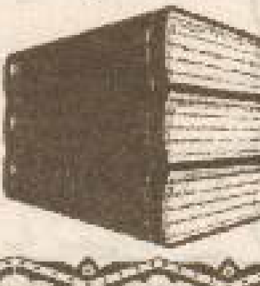

مفتی عبید اللہ خاں عفیف

مسجد کے نام پر رقم دے کر واپس مانگنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے مسجد کی تعمیر کے لئے رقم دی اور وہ رقم مسجد کے پلاٹ پر صرف بھی ہو چکی ہے اب وہ شخص دی ہوئی رقم واپس طلب کرتا ہے تو کیا ہبہ اور وقف کی رقم واپس مانگی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: معلوم ہونا چاہیے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبها التحية والسلام کی رو سے کوئی بھی چیز ہبہ کر دینے یا فی سبیل اللہ وقف کرنے کے بعد اسے واپس طلب کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((لا يحل للرجل ان يعطى العطية فيرجع فيها الا الوالد فيما يعطى ولده ومثل الرجل يعطى العطية ثم يرجع فيها كمثل الكلب اكل حتى اذا شبع قاء ثم رجع فى قيئه)) کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ کوئی ہبہ یا عطیہ وقف کر کے پھر اسے واپس مانگنا شروع کر دے، ہاں باپ اپنی اولاد کو کوئی چیز دے کر واپس لے سکتا ہے اور جو شخص کوئی بھی چیز (رقم وغیرہ) فی سبیل اللہ دے کر واپس مانگتا ہے اس کی مثال اس کتے جیسی ہے کہ کھا پی کر قے کر کے اسے چاٹنے لگتا ہے۔ (ترمذی، ابو داود، نسائی وابن ماجه وغيره) لہٰذا ہر مسلمان کو ایسی مثال پیش کرنے سے بچنا چاہیے۔ فی سبیل اللہ کوئی چیز روپے، پیسے وغیرہ دے کر واپس مانگنا حرام ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

التصحیح والتصویب: بشرط صحت سوال اگر امجد صاحب نے کسی خاص پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنے کے لیے رقم دی تھی اور رقم اس پلاٹ کو چھوڑ کر کسی اور پلاٹ پر صرف کر دی گئی ہے، تو پھر امجد صاحب اس رقم کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ بحکم اذا فات الشرط المشروط. اور صحیح بخاری میں ہے: قال عمر مقاطع الحقوق عند الشروط ولك ما اشترطت. (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷۶) کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حقوق میں تنازعہ کے وقت طے شدہ شرطوں کے تحت فیصلہ کیا جائے گا اور تیرے لیے وہ ہے جو تو نے شرط عائد کی۔

لہٰذا وہ رقم واگزار کرانے میں حق بجانب ہیں اور اگر امجد صاحب نے رقم دیتے وقت شرط عائد نہیں کی تھی اور اس رقم سے کسی خاص پلاٹ پر مسجد تعمیر کر دی گئی ہے تو پھر اس کو رقم کا مطالبہ کرنا شرعاً ہرگز جائز نہیں کیونکہ ہبہ اور عطیہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کو واپس لینا یا موہوب الیہ سے خریدنا بھی حرام اور ناجائز ہے۔ عن ابن عباس قال قال النبی ﷺ العائد فى هبته كالعائد فى قيئه. (صحيح البخارى باب لايحل لاحد ان يرجع فى هبته وصدقته ج ۱ ص ۳۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہبہ واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔ ((عن ابن عباس قال قال النبی ﷺ ليس لنا مثل السوء الذى يعود فى هبته كالكلب يرجع فى قيئه)) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے بری مثال زیبا نہیں تاہم جو شخص اپنا ہبہ واپس لیتا ہے وہ کتے جیسا ہے جو اپنی قے کھا لیتا ہے (حوالہ ایضا)

((عن زيد بن اسلم عن ابيه قال سمعت عمر بن الخطاب يقول حملت على فرس لى فى سبيل الله فاضاعه الذى كان عنده فاردت ان اشتريه منه وظننت انه بايعة برخص فسالت عن ذالك النبى فقال لاتشتره وان اعطاكه بدرهم واحد فان العائد فى صدقته كالكلب يعود فى قيئه)) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا گھوڑا ایک شخص کو فی سبیل اللہ دے دیا مگر اس نے اس کی حفاظت نہ کی مجھے پتہ چلا کہ وہ اسے سستے داموں فروخت کرنا چاہتا ہے تو میں نے وہ گھوڑا خریدنے کا ارادہ کر کے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ آپ کو یہ گھوڑا ایک درہم میں دے تب بھی آپ اس کو نہ خریدیں۔ کیونکہ صدقہ واپس لینے والے کی مثال اس کتے جیسی ہے جو اپنی قے کھا لیتا ہے۔ [صحيح البخارى ج ۱ ص ۳۵۷]

ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح ہبہ واپس لینا حرام ہے اسی طرح اس کو خریدنا بھی شرعاً جائز نہیں لہٰذا اگر امجد صاحب نے کسی ایک پلاٹ کی شرط عائد نہیں کی، تو اس صورت میں مفتی کا فتویٰ صحیح ہے۔ میں اس کی تصویب کرتا ہوں تاہم امجد صاحب شرط کے باوجود واپسی کا مطالبہ نہ کریں تو یہ بہتر اور اولیٰ واسلم ہے۔

☆......☆......☆

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 30)

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ o وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ o لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ o وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ o﴾ ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کے سینہ میں اتنی گھٹن پیدا کر دیتا ہے جیسے وہ بڑی دقت سے بلندی کی طرف چڑھ رہا ہو جو لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ اسی طرح ان پر ناپاکی کو مسلط کر دیتا ہے (۱۲۵) اور یہ (اسلام) ہی آپ کے رب کی سیدھی راہ ہے، یقیناً ہم نے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے آیات کو کھول کر بیان کر دیا ہے (۱۲۶) ان لوگوں کیلئے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے اور ان کے (نیک) اعمال کرنے کے سبب وہ ان کا کارساز ہوگا (۱۲۷) جسے وہ (اللہ) سب کو اکٹھا کر دے گا تو (فرمائے گا) جنوں کے گروہ تم نے بہت سے لوگوں کو اپنے تابع بنا رکھا تھا اور انسانوں میں سے (ایسے) جنوں کے دوست کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم دونوں (جنوں اور انسانوں) نے ہی ایک دوسرے سے خوب فائدہ اُٹھایا یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جو آپ نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم سب (سرکش جنوں اور سرکش انسانوں) کا ٹھکانہ جہنم ہے، جس میں تم ہمیشہ رہو گے مگر جتنی مدت اللہ چاہے گا، یقیناً آپ کا رب خوب پُر حکمت اور خوب علم رکھنے والا ہے (۱۲۸) اسی طرح ہم ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنا دیں گے اس لیے وہ (مل جل کر) ایسے کام کیا کرتے ہیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

ضَيِّقًا: تنگ — الرِّجْسَ: ناپاکی

اَجَلَ: مقررہ وقت — مَثْوٰىكُمْ: تمہارا ٹھکانہ

نُوَلِّيْ: ہم ساتھی بنا دیتے ہیں

ماقبل سے مناسبت: سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بُرے خصائل اور ہٹ دھرمی کو بیان کرتے ہوئے اُس کی مذمت کی اور ان آیات میں بھی ان کے خصائل کو بیان کرتے ہوئے ان کی مذمت فرمائی ہے۔

التوضیح: ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سامنے سعادت وہدایت اور گمراہی کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا جس کو اسلام کے لیے انشراح صدر ہو جائے تو اس کا دل نورِ ایمان سے منور ہو جاتا ہے اور وہ ایمان پر مطمئن ہوتے ہوئے نیکی سے محبت اور اس میں لذت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کیلئے دین اسلام کو آسان کر دیتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) ''جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اُسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔'' [بخاری بشرح الکرمانی کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ج 2 ص 35 رقم الحدیث 71 مسلم کتاب الزکوۃ باب النہی عن

المسألة ج 4 جزء 7 ص 108 رقم الحدیث 1037 احمد الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد بن حنبل ج 28 ص 52 رقم الحدیث 16837]

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ ''بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر ہو'' [الزمر:۲۲] اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّهَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾ ''اور لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو عظیم بنادیا اور اس سے تمہارے دلوں کو منور کردیا اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمھارے لیے ناپسند بنا دیا یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔'' [الحجرات:7] جس کے لیے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کریں اُسے اپنی توفیق سے راہِ ہدایت پر ڈال کر اس کے لیے ہدایت پر چلنا آسان بنادیتے ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ﴾ کے بارہ میں فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو توحید اور ایمان کے لیے کشادہ فرمادیتے ہیں۔ [تفسیر ابن اَبی حاتم الرازی ج 4 ص 10 رقم الحدیث 7900]

﴿وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا﴾ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کا سینہ اتنا تنگ ہوجاتا ہے کہ وہ حق بات سننے سے گریز اور اس کا دل شبہات، شہوت کے سمندر میں غرق ہوجاتا ہے اور اس کا دل کسی قسم کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

''حَرَجًا'' اور عمر فاروق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خاندان مدلج کے ایک دیہاتی آدمی سے حَرَجًا کا معنی پوچھا تو اس نے کہا کہ درختوں کے اندر ایک ایسا درخت ہوتا ہے جس تک پالتو یا جنگلی جانور یا کوئی اور چیز نہیں پہنچتی ایسے درخت کو حرج کہتے ہیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: منافق کے دل تک خیر اور بھلائی کی کوئی بات نہیں پہنچ سکتی [تفسیر الطبری ج 8 ص 31]

﴿کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ﴾ جس آدمی کا سینہ اسلام کے لیے تنگ ہوجاتا ہے اور نورِ ایمان اس پر اثر انداز نہیں ہوتا تو وہ آدمی یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ اسکے سینہ کو تنگ کردیتا ہے اور وہ اس طرح محسوس کرتا ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اور اس کے سوا اس کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے یاد رہے جس طرح ابن آدم آسمان پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسی طرح وہ بھی ایمان کو اپنے دل میں داخل نہیں کرسکتا۔ [تفسیر ابن اَبی حاتم ج 4 ص 17 رقم الحدیث 7907] ﴿کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر شیطان مسلط کردیتا ہے وہ اسے راہِ حق سے روک دیتا ہے۔

لفظ ''رجس'' کا معنی ''رِجْسَ'' کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں: (۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رجس سے مراد شیطان ہے (۲) مجاہد فرماتے ہیں کہ رجس سے مراد ہر وہ کام ہے جس میں خیر نہ ہو (۳) اہل لغت نے اس کا معنی گندگی کیا ہے (۴) عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ نے اس کا معنی عذاب بیان کیا ہے۔ [تفسیر قرطبی ج 9 ص 26]

﴿وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے گمراہ لوگوں کے طرزِ عمل کو ذکر کرنے کے بعد اپنی بے پایاں رحمت کا تذکرہ بھی فرمایا جس کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو دینِ حق سے سرفراز فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہی میرا سیدھا راستہ ہے، جو دین میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا اور یہ قرآن جو میں نے حضور علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ یہ وہ راستہ ہے جو آپ کو آپ کے رب اور عزت والے گھر (جنت) تک پہنچائے گا اور اس میں خیر و شر کو تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے۔ یہ تفصیل ہر شخص کے لیے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اس سے نصیحت پکڑتے اور پھر اس سے مستفید ہوتے ہیں، ان کے لیے بڑی جائیداد اور خوبصورت اجر تیار کیا گیا ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو سمجھتے تھے۔ ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ایسے نیکوکاروں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں سلامتی کا گھر جسے جنت کہا جاتا ہے تیار کر رکھا ہے اور جنت

کو دار السلام کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ اہل ایمان نے دنیا میں صراط مستقیم کو اختیار کیا اور انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر چلے یہی سلامتی کا راستہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت سے ان کو دنیا میں شیاطین کے راستوں سے محفوظ رکھا اور آخرت میں بھی انھیں دار السلام کی نعمتوں سے فیض یاب فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کا ولی اور مددگار ہے، وہی ان کے تمام معاملات میں ان کیساتھ رحمت سے پیش آتا ہے اور اپنی اطاعت کرنے پر ان کی مدد کرتا ہے۔ ان کے لیے ہر وہ راستہ آسان کر دیتا ہے جو انھیں منزل مقصود تک پہنچا دے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال صالحہ کی جزا کے طور پر ان کا حامی و ناصر بن جاتا ہے۔

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ اپنی قوم کو اس دن کے احوال سے آگاہ فرمائیں جس دن تمام جنوں اور انسانوں کو جو خود گمراہ ہوئے یا دوسروں کو گمراہ کیا اور دوسرے کے سامنے برائی کو مزین کیا۔ ان سب کو جمع فرما کر ان کی سرزنش کرتے ہوئے یہ سوال کریں گے کہ اے جنوں کی جماعت تم نے انسانوں کو گمراہ کر کے بہت سے فوائد حاصل کئے، ان کو صراط مستقیم سے روکا، تم نے کس طرح محارم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے میرے رسولوں کے ساتھ عناد رکھنے کی جرأت کی اور کس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے صف آراء ہو گئے۔ آج تم میری لعنت کے مستحق ہو، آج تمھیں تمھارے کفر اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے سبب عذاب دیا جائے گا، اس وقت ان کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہو گا اور ان پر سزا کے پہاڑ ٹوٹیں گے۔

﴿وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ﴾ انسانوں میں سے ان کے دوست دربار الٰہی میں عذر پیش کریں گے لیکن ان کا کوئی عذر وہاں قبول نہیں کیا جائے گا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا یعنی جنوں نے انسانوں سے اپنی اطاعت عبادت اور تعظیم کروائی اور انسان جنوں کی خدمت کے مطابق اپنی شہوات کے حصول میں ان سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

فائدہ اٹھانے کی صورت: ابن جریج فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی شخص کسی جگہ پر پڑاؤ ڈالتا تو وہ یہ کہتا میں اس وادی کے سربراہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، یہ تھا ان کا فائدہ حاصل کرنا جسے وہ قیامت کے دن بطور معذرت ذکر کریں گے۔ [تفسیر طبری ج 8 ص 45]

﴿وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ o﴾ ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مقررہ وقت یعنی موت تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمھارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تم ہمیشہ اسی میں جلتے رہو گے ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ o﴾ اللہ تعالیٰ ہر دور میں ایک ظالم کو دوسرے ظالم پر مسلط کر دیتے ہیں جو ایک دوسرے کو تباہ کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے بدنصیب اور خسارہ پانے والے لوگوں پر جنوں کو مسلط کر دیا ہے تاکہ ہم ان کے ظلم، بغاوت اور سرکشی کا ان سے انتقام لیں۔ سیدنا قتادہؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ظالموں پر مسلط کر دے گا اور وہ جہنم میں ایک دوسرے کے پیچھے چلے جائیں گے۔ [تفسیر عبدالرزاق ج 2 ص 66 رقم الحدیث 855 تفسیر ابن ابی حاتم ج 4 ص 1338]

اخذ شدہ مسائل: (۱) اللہ تعالیٰ نے ایمان اور کفر کے متعلق اپنا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے ایمان کے لیے اس کا سینہ کھول دیتا ہے (۲) کفار پر جب ایمان پیش کیا جاتا ہے اُس وقت عناد کی بنا پر ان میں پیدا ہونے والی سختی اور شدت کو بیان کیا گیا ہے (۳) کفار کے دل ایسے کاموں کی طرف مائل ہوتے ہیں جن میں کسی قسم کی کوئی بھلائی نہیں ہوتی (۴) انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے جو کہ غفلت کو دور اور فعل خیر کو آسان کر دیتا ہے (۵) شریر جن اور انسان فساد اور شر پھیلانے میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں (۶) اللہ تعالیٰ جس چیز کا ارادہ کر لیں تو کوئی چیز بھی اس کے ارادہ میں اثر انداز نہیں ہو سکتی (۷) اللہ تعالیٰ دنیا میں ظالموں کو ایک دوسرے پر مسلط کر دیں گے اور روز قیامت وہ ایک دوسرے کے پیچھے جہنم میں داخل ہوں گے۔

☆......☆......☆

”ویلنٹائن ڈے“ تاریخ کے آئینے میں

عبدالوارث ساجد

ہر تہوار چاہے اس کا تعلق مذہب سے ہو یا ثقافت سے ہو اس کا ایک تاریخی پس منظر ہوتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے بھی ایک پوری تاریخ رکھتا ہے مگر اس تاریخ سے قطع نظر یہ ”دن“ اب مغرب میں محبت کے اظہار، دلوں کی بے قراری کے لیے قرار، اور مچلتے ہوئے جذبوں کے لیے گرد وغبار کا دن بن گیا ہے۔ مغرب خاندان کے ادارے سے محروم ہو چکا ہے یہ ادارہ چونکہ خوشیوں کا اصل مرکز ہے، اس ادارے کے ٹوٹنے سے مغرب کی تمام خوشیاں چند رسموں، چند تہواروں، چند دنوں اور چند ہنگاموں تک محدود ہو گئی ہیں، اسکے برعکس مشرق میں خاندانی نظام قائم ہے جس کی وجہ سے ہر گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا ہوا ہے ہر گھر میں قہقہے چھوٹتے اور خوشی کے شگوفے پھوٹتے ہیں اسی لیے ہماری تہذیب میں خاص ”خوشیوں کے دن“ بہت کم ہیں۔

مسرت بھی عبادت بھی:

اسلامی تہذیب میں خوشیاں بھی عبادت میں شامل ہیں خوشیاں منانا، خوشیوں کا اہتمام کرنا، خود خوش رہنا اور دوسرے کو خوش رکھنا کسی سے ملاقات کے وقت اس سے مسکرا کر ملنا، معصوم بچوں کو دیکھ کر انہیں بے تابانہ گود میں لے لینا، ان سے محبت کرنا، شفقت سے ان کا بوسہ لینا، خوشی کے وہ مظاہر ہیں جن کے نمونے روزانہ گلیوں، بازاروں اور محلوں میں نظر آتے ہیں، اگرچہ اسلام میں بھی خوشیاں، جشن، تہوار، زندگی کا حصہ ہیں مگر اسلامی تہذیب نے ان خوشیوں کے آغاز کو بھی رب کی یاد، رب کی عبادت، اور سجدہ شکر سے جوڑ دیا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کے دو عظیم تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا آغاز سجدہ شکر سے ہوتا ہے۔ یہ سجدہ اس بات کا اعلان ہے کہ خوشی کے اس موقع پر بھی میں نفس کے قابو میں نہیں ہوں، اپنے رب کے دروازے پر حاضر ہوں، یہ حاضری اور حضوری اس بات کا وعدہ، اس عہد کا اعادہ، اس یقین کا اظہار ہے کہ میں خوشی کے بے پناہ خوشے چننے کے باوجود بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا، وہ کام نہ کروں گا جو میرے مالک کو ناپسند ہے یہ عہد پیمان ہماری خوشیوں، تہواروں اور نئے موسموں میں متانت، سنجیدگی، بردباری اور میانہ روی کے رنگ گھولتا ہے۔

اصلی اور نقلی خوشی:

اچھے دنوں میں اچھے لوگوں کو یاد کرنا، ان لوگوں کو یاد کرنا جن سے درد کے رشتے بندھے ہوئے ہیں، ان دنوں کو یاد کرنا جن کی یاد دل کو بے چین کر دیتی ہے اور ان چہروں کو یاد کرنا جن سے مل کر دل کی کلی کھل جاتی ہے۔ ان رفیقوں، ساتھیوں اور ہم سفروں کو یاد کرنا جن کی یادوں کے عکس آج بھی موسم بہار کے گلاب کی طرح تازہ ہیں اور ان پر شبنم کے موتی اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح بہار کی پہلی صبح فاختہ کی چونچ کے اوپر شبنم کا موتی ٹھہر گیا ہو اور صرف تتلی کو چمکتا ہوا نظر آ رہا ہو۔ خوشیاں کون نہیں مناتا اور یہ کسے اچھی نہیں لگتیں جب ہر سو خوشی کا عالم ہو تو ایسا منظر کس کو برا لگتا ہے مگر مسرت اور بے حیائی، شوخی اور پھکڑ پن، خوشی اور بازاری پن میں بے پناہ فاصلہ ہے۔ جذبات کے اظہار کا مطلب یہ تو نہیں کہ دوسرے کے جذبات مشتعل اور مجروح کر دیے جائیں۔ سرمستی اور سرشاری میں بہت فاصلہ ہے ان فاصلوں کو برقرار رکھنا ہی تہذیب کا حسن اور تمدن کا کمال ہے زندگی نہ بھڑک اٹھنے کا نام، اور نہ بجھ جانے کا، بلکہ سلگتے رہنے کا نام ہے۔

عریانی کا خود کاشتہ پودا:

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخبارات میں نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں کے جو جذبات شائع ہوتے ہیں ان پیغامات میں ہماری اقدار بدلتے ہوئے معاشرتی رویے، فرد کی بے چارگی، رسم ورواج کے نام پر فطری جذبات کو کچلنے کی روایت، زندگی کو زندگی کے بجائے قید خانے میں تبدیل کرنے کا عمل قربتوں، فاصلوں، وصال وہجر کے موسموں کی کہانیاں ملنے اور بچھڑنے، بچھڑ کر ہمیشہ کے لیے بچھڑ جانے کی کہانی، ٹوٹے ہوئے دلوں کے نغمے، روتی ہوئی آنکھوں کے آنسو، غرض دنیا بھر کے سلسلے ان پیغامات میں موجیں مار رہے ہوتے ہیں ان پیغامات پر مشتعل ہونیکی بجائے ہمیں اپنی معاشرت، معاشرے اور معاشرتی رویوں کا بغور جائزہ لینا ہوگا۔ محبت بذات خود جرم ہے

نہ محبت کا اظہار مگر اس محبت کو نکاح کے روحانی اور نورانی پیکر میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ویلنٹائن ڈے خوشی کے نام پر ایک ایسا درخت ہے جسے فحاشی، عریانی کے جلو میں مغربی تہذیب نے سینچا ہے اسے مشرق کی سرزمین میں جگہ دینا اپنی تہذیب وثقافت پر عدم اعتماد کی علامت ہے۔ مشرقی اور اسلامی تہذیب کے پاس خوشیوں کے اور بہت سے دن ہیں اس مانگے تانگے کی ثقافت کی کیا ضرورت جس کے وجود سے مغرب کی برہنہ تہذیب امڈتی چلی آتی ہے۔ آیئے! اب ویلنٹائن ڈے کی تاریخ کی طرف چلتے ہیں۔

بے شرمی کی تاریخ:

ایک عیسائی صوفی ''ویلنٹائن'' کے حوالے سے منایا جانے والا یہ دن اس ''یوم'' کی تاریخ، تہوار، رسوم ورواج، تحریف در تحریف کے عمل سے گزر کر تاریخ میں ایسے شرمناک شکل اختیار کر چکا ہے، جس کی عملی، عقلی فکری بنیادیں ابھی تک مغرب تلاش کر رہا ہے، ''ویلنٹائن ڈے'' کی تاریخ ہمیں روایات کے انبار تلے دبی ملتی ہے۔ مغربی لوگوں نے اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لیے سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے کیا کچھ تخلیق کیا اس کی ہلکی سی جھلک مندرجہ ذیل روایتوں میں بیان ہوئی ہے جس کا مطالعہ مغربی تہذیب میں بے حیائی، بے شرمی کی تاریخ کے آغاز کا اشارہ دیتا ہے روایتوں کے مطابق۔

محبت کا دیوتا حسن کی دیوی:

''ویلنٹائن ڈے'' 14 فروری کو پوری دنیا میں یوم محبت کے طور پر منایا جاتا ہے اس کے آغاز کے بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ وہ دن ہے جب سینٹ ویلنٹائن نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے اسے محبت کا دیوتا مان کر یہ دن اسی کے نام کر دیا۔ کئی لوگ، اسے کیوپڈ (محبت کے دیوتا) اور وینس (حسن کی دیوی) سے موسوم کرتے ہیں، جو کیوپڈ کی ماں تھی۔ یہ لوگ کیوپڈ کو ویلنٹائن ڈے کا مرکزی کردار کہتے ہیں جو اپنی محبت کے زہر بجھے تیر نوجوان دلوں پر چلا کر انہیں گھائل کرتا تھا تاریخی شواہد کے مطابق ویلنٹائن کے آغاز کے آثار قدیم رومن تہذیب کے عروج کے زمانے سے چلے آ رہے ہیں۔

ملکہ رومن کی یاد میں 14 فروری کی چھٹی:

14 فروری کا دن وہاں رومن دیوی دیوتاؤں کی ملکہ جونو کے اعزاز میں یوم تعطیل کے طور پر منایا جاتا تھا۔ اہل روم ملکہ جونو کو صنف نازک اور شادی کی دیوی کے نام سے موسوم کرتے تھے جبکہ 15 فروری ''لیو پرکس'' دیوتا کا دن مشہور تھا اور اس دن اہل روم جشن زرخیزی مناتے تھے۔ اس موقع پر وہ پورے روم میں رنگارنگ میلوں کا اہتمام کرتے تھے اور جشن کی سب سے مشہور چیز نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے نام نکالنے کی رسم تھی۔ ہوتا یوں تھا کہ اس رسم میں لڑکیوں کے نام لکھ کر ایک برتن میں ڈال دیے جاتے اور وہاں موجود نوجوان اس میں سے باری باری پرچی نکالتے اور پھر پرچی پر جس لڑکی کا نام لکھا ہوتا تھا وہ تمام جشن کے اختتام تک اس نوجوان کی ساتھی بن جاتی۔

خفیہ شادیاں:

ایک دوسری روایت کے مطابق شہنشاہ کلاڈیس دوم کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل جنگوں کی وجہ سے کشت وخون اور جنگوں کا مرکز بنی رہی اور یہ عالم ہوا کہ ایک وقت کلاڈیس کی اپنی فوج کے لیے مردوں کی بہت کم تعداد آئی جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں اور ہم سفروں کو چھوڑ کر پردیس لڑنے کے لیے جانا پسند نہ کرتے تھے اس کا شہنشاہ کلاڈیس نے یہ حل نکالا کہ ایک خاص عرصے کے لیے شادیوں پر پابندی عائد کر دی تاکہ نوجوانوں کو فوج میں آنے کے لیے آمادہ کیا جائے اس موقع پر سینٹ ویلنٹائن نے سینٹ ماربس کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر نوجوان جوڑوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا ان کا یہ کام چھپ نہ سکا اور شہنشاہ کلاڈیس کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کر لیا گیا اور اذیتیں دے کر 14 فروری 270ء کو بعض روایتوں کے مطابق 269ء میں قتل کر دیا گیا۔ اس طرح 14 فروری ملکہ جونو، جشن زرخیزی اور سینٹ ویلنٹائن کی موت کے باعث اہل روم کے لیے معتبر ومحترم دن قرار پایا۔

ایک اور ویلنٹائن:

سینٹ ویلنٹائن نام کا ایک معتبر شخص برطانیہ میں بھی تھا۔ یہ بشپ آف ٹیرنی تھا جسے عیسائیت پر ایمان کے جرم میں 14 فروری 269ء کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران بشپ کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہو گئی اور وہ اسے محبت بھرے خطوط لکھا کرتا تھا اس مذہبی شخصیت کے ان محبت ناموں کو ''ویلنٹائن'' کہا جاتا ہے۔ چوتھی صدی عیسوی تک اس دن کو تعزیتی انداز میں منایا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس دن کو محبت کے یادگار کا رتبہ حاصل ہو گیا اور برطانیہ میں اپنے منتخب محبوب اور محبوبہ کو اس دن محبت بھرے خطوط ''پیغامات'' کارڈز اور سرخ گلاب بھیجنے کا رواج پا گیا۔

محبت کی چابی:

برطانیہ سے رواج پانے والے اس دن کو بعد میں امریکہ اور جرمنی میں بھی منایا جانے لگا تاہم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک یہ دن منانے کی روایت نہیں تھی برطانوی کاؤنٹی ریلز میں لکڑی کے چمچ 14 فروری کو تحفے کے طور پر دیے جانے کے لیے تراشے جاتے اور خوبصورتی کے لیے ان کے اوپر دل اور چابیاں لگائی جاتی تھیں جو تحفہ وصول کرنے والے کے لیے اس بات کا اشارہ ہوتیں کہ "تم میرے بند دل کو اپنی محبت کی چابی سے کھول سکتے ہو"۔

توہمات:

کچھ لوگ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کو اگر کوئی چڑیا کسی عورت کے سر پر سے گزر جائے تو اس کی شادی ملاح سے ہوتی اور اگر عورت کوئی چڑیا دیکھ لے تو اس کی شادی کسی غریب آدمی سے ہوتی ہے جبکہ زندگی بھی خوش گوار گزرے گی اور اگر عورت ویلنٹائن ڈے پر کسی سنہرے پرندے کو دیکھ لے تو اس کی شادی کسی امیر کبیر شخص سے ہوگی اور زندگی ناخوش گوار گزرے گی۔ امریکہ میں روایت مشہور ہے کہ "14 فروری کو وہ لڑکے اور لڑکیاں جو آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں سٹیم ہاؤس جا کر ڈانس کریں اور ایک دوسرے کے نام دہرائیں جونہی رقص کا عمل ختم ہوگا اور جو آخری نام ان کے لبوں پر ہوگا اس سے ہی اس کی شادی قرار پائے گی"

سیب اور بچے:

جبکہ زمانہ قدیم سے مغربی ممالک میں یہ دلچسپ روایت بھی زبان زدعام ہے کہ اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ جان سکیں کہ آپ کی کتنی اولاد ہوگی تو ویلنٹائن ڈے پر ایک سیب درمیان سے کاٹیں۔ پھر کٹے ہوئے سیب کے آدھے حصے پر جتنے بیج ہوں گے اتنے ہی آپ کے بچے پیدا ہوں گے۔ جاپان میں خواتین ویلنٹائن ڈے پر اپنے جاننے والے تمام مردوں کو تحائف پیش کرتی ہیں۔ اٹلی میں غیر شادی شدہ خواتین سورج نکلنے سے پہلے کھڑکی میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور جو پہلا مرد ان کے سامنے سے گزرتا ہے انکے عقیدے کے مطابق وہ ان کا ہونے والا خاوند ہوتا ہے۔ جبکہ ڈنمارک میں برف کے قطرے محبوب کو بھیجے جاتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے کارڈ کا آغاز:

تحریری طور پر ویلنٹائن کی مبارک باد دینے کا رواج 14ویں صدی میں ہوا۔ ابتدا میں رنگین کاغذوں پر واٹر کلر اور رنگین روشنائی سے کام لیا جاتا تھا جبکہ مشہور اقسام کروسٹک ویلنٹائن، کٹ آؤٹ اور پرل پرس ویلنٹائن کارخانوں میں بننے لگے۔ 19 صدی کے آغاز پر ویلنٹائن کارڈ بھیجنے کی روایت باقاعدہ طور پر بڑی جواب تک مستقل حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

ناکامیوں اور محرمیوں سے دوچار لوگ:

ان روایتوں کے سرسری مطالعے سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی خوابیدہ تمناؤں کو لفظوں کے کوزے میں کفنا دیا ہے۔ انسانی جذبات کی ناکامیاں، محرومیاں زندگی کے اداس لمحے، کچلی ہوئی خواہشات، دبے ہوئے ارمان، جنہیں معاشرے کی غلط رسوم و رواج کے باعث فطری نشوونما، ارتقاء اور اظہار کا موقع نہیں ملا، اس معاشرے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے "ویلنٹائن ڈے" کے پیرہن میں اپنی تمام شرارتیں لے کر سما گئے ہیں۔ جن معاشروں میں انسانی جذبات کا احترام نہ ہو، انسان کے فطری مطالبات کو شائستہ اور شریفانہ طریقے سے پورا کرنے کا کوئی نظام نہ ہو اور زندگی میں حرکت، حرارت، مسرت، خوشیاں چند مخصوص لوگوں کا مقدر بن جائیں تو بغاوت مذہبی شخصیات کے مقدس ایام کے لبادے میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ "سینٹ ویلنٹائن" بھی اپنے نام پر ہونے والے دن ان جرائم کا تصور کر کے ہی لرزہ براندام ہوگا۔ برطانوی جریدے "اکانومسٹ" کی رپورٹ کے مطابق اس مرتبہ ایک دوسرے سے انس اور یگانگت کیلئے حصص کی خریداری زوروں پر ہے۔ انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کے ایک سروے کے مطابق سنتالیس فی صد عورتیں اور اڑتالیس فیصد مرد ایک دوسرے کو حصص کے تحفے دے رہے ہیں

وہ تو محبت سے ہی ناآشنا تھے:

رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن نام کے تین سینٹ ہو گزرے ہیں ان تینوں میں سے دو کے تیسری صدی عیسوی میں سر قلم کر دیئے گئے تھے۔ ان میں سے کسی کا تعلق ایسی کسی تقریب سے نہ تھا، نہ ہی ان میں سے کوئی دنیاوی محبت کے جذبے سے ہی آشنا تھا۔ "اکانومسٹ" کی رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن ڈے بہار کی آمد آمد پر پرندوں کی مسرت کے اظہار کی علامت ہے۔ انگریزی میں ویلنٹائن پر سب سے پہلی نظم چوسر نے (1382ء میں) "پارلیمنٹ آف فاؤلز" کے زیر عنوان لکھی تھی۔ اس میں انسانوں سے کہا گیا ہے وہ اپنی جنس تبدیل کرنے کے لیے کسی نہ کسی پرندے کا انتخاب کریں۔ علم الانسان کے کئی ماہرین کے خیال میں یہ دن سردی کے خاتمے پر

منایا جاتا تھا اور لوگ بکرے کی کھال اوڑھ کر ہر اس عورت پر پل پڑتے تھے جو انہیں نظر آتی تھی۔

عیسائی صوفیوں کا دن:

''اکانومسٹ'' کی اس رپورٹ سے یہ سوچنے کیا ''یوم ویلنٹائن'' ''ایک مقدس دن کے طور پر طلوع ہوتا ہے وہ تین عیسائی صوفی جن کا نام ویلنٹائن تھا اپنے دین پر چلنے کے جرم میں قتل کر دیئے گئے ان کی قربانی کیا اس دن کے لیے تھی کہ عیسائی اور مغربی دنیا ان کے لہو سے اپنے دلوں کی جلن کو مٹا ڈالے۔ مغربی تاریخ میں قرون وسطیٰ کی ایک اور تقریب سینٹ اوسوالڈ کے نام سے موسوم ہے۔ اس روز 29 فروری کو ہر چار سال بعد لیپ کے سال کے موقع پر عورتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔ اگر لیپ کا سال نہ ہو اور فروری کا مہینہ 28 تاریخ کو ختم ہونے والا ہو تو وہ رومن کیتھولک چرچ میں جا کر سینٹ اوسوالڈ کی یاد میں عبادت کرتی ہیں۔ ایک اور دن سینٹ جارج کی یاد میں 23 اپریل کو منایا جاتا ہے جو شیکسپیئر کا یوم پیدائش بھی ہے، اس روز گلابوں اور کتابوں کے تحفے دیئے جاتے ہیں۔

بکری اور کتے کی قربانی:

ویلنٹائن ڈے چودہ فروری کو کیوں منایا جاتا ہے؟ مورخین اس کی دو وجوہ بیان کرتے ہیں: فروری کا وسط اہل روم کے لیے زمانہ قدیم سے متبرک سمجھا جاتا تھا۔ چودہ فروری کو روی موسم سرما اور گرما کا عین درمیان سمجھتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ دو موسموں کے ملاپ کا دن ہے، اس دن اہل روم گھروں کو خصوصی طور پر صاف کرتے تھے پورے گھر میں نمک اور خاص قسم کی گندم، جسے ''سپلٹ'' کہا جاتا تھا بکھیر دیتے تھے۔ گھروں میں خوشبودار اگر بتیوں کا بندوبست کیا جاتا تھا۔ اہل روم کا کہنا تھا کہ یہ زراعت کے دیوتا ''FAUNUS'' کا دن ہے۔ اہل شہر اس دن ''FAUNUS'' کے مقدس غار کے گرد جمع ہو جاتے۔ پادری مقدس دعائیں پڑھتے اور اس کے بعد ایک بکری کی قربانی اچھی فصلوں اور ایک کتا روحانی درجات بلند کرنے کے لیے قربان کیا جاتا۔ اس رسم کے بعد جوان لڑکے بکری کا سر باریک باریک کاٹ دیتے، ان ٹکڑوں کو رسیوں سے باندھتے اور پھر انہیں بکرے اور کتے کے خون میں ڈبوتے، اس خون کو وہ مقدس خون کہتے تھے بعد ازاں وہ ان رسیوں کو لے کر شہر اور کھیتوں میں پھرتے تھے۔ روم کی خواتین ان رسیوں سے اپنے بدن مس کرتی تھیں۔ اہل روم کا خیال تھا یہ رسیاں شہر میں گھمانے سے شہر میں خوشحالی آئے گی، کھیتوں میں لے جانے سے فصلیں اچھی ہوں گی اور خواتین کو مس کرنے سے خواتین کے ہاں اچھی صحت مند اور پاک باز اولاد پیدا ہوگی، یہ روم کا قدیم تہوار تھا۔ مورخین کا کہنا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تہوار بدلتا رہا یہاں تک کہ ویلنٹائن کا واقعہ پیش آیا اور اس تہوار نے ''ویلنٹائن ڈے'' کی شکل اختیار کر لی۔ ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک اور دلچسپ حقیقت بھی بیان کی جاتی ہے۔

جنسی اختلاط کا دن:

پندرہ فروری سے دنیا بھر میں پرندوں کے جنسی اختلاط کے دن شروع ہوتے ہیں۔ یہ وہ دن ہوتے ہیں جن میں نر اور مادہ پرندے ملاپ کرتے ہیں۔ انڈے دیتے ہیں اور پھر پرندوں کی مادہ ان انڈوں پر بیٹھ جاتی ہیں۔ انگریزی میں اس موسم کو ''میٹنگ سیزن'' کہا جاتا ہے۔ ٹھیک اس موسم میں ویلنٹائن ڈے منانے کی ایک وجہ یہ حقیقت بھی ہے۔ مورخین یہ کہتے ہیں ویلنٹائن کہا کرتا تھا: ''جس موسم میں پرندے آپس میں ملتے ہیں اس میں انسان ایک دوسرے سے کیوں دور رہیں......؟''

لہٰذا اس نے روم کے نوجوانوں کی شادیاں اس میں شروع کرائیں پہلا ویلنٹائن ڈے 207ء میں منایا گیا۔ بعد ازاں یورپ میں یہ تہوار تو منایا جاتا رہا لیکن زیادہ شہرت نہ پا سکا۔ 1414ء میں ''ایگ کوٹ'' کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں ڈیوک آف آرینز کی بیوی گرفتار ہوگئی ملکہ کو ٹاور آف لندن میں قید کر دیا گیا۔ فروری 1415ء کو ڈیوک نے اپنی بیوی کے نام ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک نظم لکھی۔ یہ نظم کارڈ پر لکھوائی اور یہ کارڈ ٹاور آف لندن بھجوا دیا۔ یہ دنیا میں ویلنٹائن ڈے کا پہلا کارڈ تھا۔ بعد ازاں برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے اس نظم کی موسیقی تیار کروائی۔ یہ موسیقی برطانیہ کے موسیقار جان لیڈگیٹ نے ترتیب دی تھی۔ یہ ویلنٹائن ڈے کا گیت تھا۔ ملکہ وکٹوریہ نے ویلنٹائن ڈے پر کارڈ تقسیم کرنے شروع کیے۔ ملکہ ہر سال فروری کے دوسرے ہفتہ کے آخری دن سو قیمتی اور خوشبودار کارڈ اپنے عزیز واقارب کو بھجواتی تھی۔ ملکہ کی پیروی میں دوسرے عمائدین نے بھی کارڈ بنوانے اور تقسیم کرنے شروع کر دیئے۔ یوں ویلنٹائن ڈے پر کارڈ بھجوانے کی رسم شروع ہوگئی۔

بھیڑ کی کھال میں لڑکیاں:

ویلنٹائن ڈے کے اس پس منظر سے آگاہی کے بعد یہ کہنا مشکل

نہیں کہ یہ ایک مکمل عیسائی اور مغربی تہوار ہے اور اس تہوار کی کم از کم ساٹھ مختلف قسمیں ہیں جن میں بے راہ روی کا سبق مشترک ہے اس کے پانچ سو سال پہلے مذہب سے بے زار لوگوں نے ایک ایسی رسم کی داغ بیل ڈالی جو ان کے نزدیک مقدس اور ان کی نفسیاتی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بھی ہے۔ مقدس اس لیے کہ اہل روم اپنے دیوتا لیوپرکس کو خوش کرنے کے لیے ایک رسم ادا کرتے تھے۔ اس رسم میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنا ساتھی چنا کرتے تھے طریقہ کار یہ ہوتا کہ لڑکیاں بھیڑ کی کھال میں خود کو چھپا لیتی تھیں لڑکے باری باری آتے بید کی چھڑی سے لڑکی کی پشت پر ہلکی سی ضرب لگاتے ضرب لگنے پر اگر لڑکی اپنی جگہ چھوڑ دیتی تو لڑکا اسے لے کر چلا جاتا اور اگر لڑکی جگہ نہ چھوڑتی تو لڑکا آگے بڑھ جاتا۔ یہ رسم اس وقت ختم ہوتی جب آخری لڑکی بھی اپنی جگہ چھوڑ دیتی اس دن کو ''یوم محبت'' اور رسم کو ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' کا نام دیا گیا۔

زانی پادری:

روم کے جیل خانے میں ایک ایسے شخص کو مقید کر دیا گیا جو راتوں کو لوگوں کے گھروں میں گھس کر عورتوں کے ساتھ زیادتی کیا کرتا تھا۔ اس قیدی کا نام پادری سینٹ ویلنٹائن ڈے تھا۔ جس کے نام سے اس تہوار کو منسوب کر کے شہرت دی گئی۔ جس جیل میں اسے قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔ اس جیل کے داروغہ کی بیٹی اپنے والد کو روزانہ کھانا دینے جیل آیا کرتی تھی۔ پادری نے کسی طریقے سے اس لڑکی کو اپنی طرف مائل کر لیا جس کے نتیجے میں اسے جیل سے رہائی نصیب ہوئی۔ اس نے کچھ عرصہ داروغہ کی بیٹی کے ساتھ گزارا اور ایک دن اسے چھوڑ کر ایسا غائب ہوا کہ کچھ سراغ نہ ملا۔ ان رسموں میں سے کسی رسم کا اطلاق ٹھیک طرح سے سینٹ ویلنٹائن ڈے پر ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ یورپ کے بعض ملکوں نے اس تہوار میں بڑھتی ہوئی فحاشی کو دیکھ کر اس تہوار پر مکمل پابندی عائد کر دی تھی بلکہ ریاستی طاقت کے ذریعے اسے بالکل ختم کر دیا تھا مگر برطانیہ کے بادشاہ چارلس دوئم نے نہ صرف اس تہوار کو دوبارہ شروع کیا تھا بلکہ اس کی سرپرستی بھی کی۔

دولت کمانے کا ذریعہ:

یورپ کے بعد جب یہ تہوار امریکا پہنچا تو امریکی تاجروں نے اسے دولت کمانے کا بہترین ذریعہ بنا لیا۔ اس تہوار کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے انہوں نے اس میں طرح طرح کے رنگ بھرنے شروع کیے۔ لوگوں کی دلچسپی جب اس تہوار میں بڑھنے لگی تو ان تاجروں نے بھرپور طریقے سے مالی فوائد سمیٹنے شروع کر دیئے۔ ہزاروں ڈالر مالیت کے ویلنٹائن کارڈ جاری کر دیئے گئے۔ جس سے انہیں لاکھوں ڈالر کا منافع ملا۔ تاجروں کی پرکشش ترغیبات کی وجہ سے منافع کی رقم کروڑوں ڈالر تک پہنچ گئی۔ پاکستان میں چند سالوں کے دوران ویلنٹائن ڈے کی شہرت کو بلندیوں تک پہنچانے میں انہی تاجروں اور یہی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہاتھ ہے جو نت نئے طریقوں سے اس کی تشہیر کرتی ہیں اور بعد ازاں اپنی مصنوعات کی فروخت سے پیسہ کماتی ہیں،

پاکستان میں ویلنٹائن ڈے:

پاکستان میں یہ تہوار برگر فیملیز، براؤن فیملیز، سینڈوچ فیملیز، مختلف این جی اوز اور نام نہاد فنکاروں کے ذریعے اپنے پاؤں پھیلانے کی کوششیں کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا الیکٹرونک میڈیا بھرپور طریقے سے اس کی پبلسٹی کر رہا ہے۔ رہی پرنٹ میڈیا کی بات تو وہ بھی آہستہ آہستہ اس کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ سینٹ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں فضول دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو قائل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس تہوار کو منانے میں کوئی حرج یا برائی نہیں ہے۔ یقیناً آزاد خیال لوگوں کے لیے اس تہوار میں اعتراض والی کوئی چیز نہیں ہے لیکن وہ اس حقیقت سے کیوں آنکھیں چراتے ہیں کہ اگر اس تہوار میں کوئی برائی نہیں تھی تو یورپ کے بعض ملکوں نے اس پر کیوں پابندی عائد کی تھی۔ کیا یورپ و امریکا میں عیسائی قوم بھی اسی شان و شوکت سے مسلمانوں کا کوئی تہوار مناتی ہے؟ لازماً اس کا جواب نفی میں ہے۔ ہندوؤں نے سینٹ ویلنٹائن ڈے کے تہوار کو ہندوستان میں منانے پر اپنی ثقافت پر حملہ قرار دیا، سوچیے! ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کے تہوار کو اپنی ثقافت کے لیے خطرہ قرار دے رہا ہے اور ایک ہم ہیں کہ والہانہ انداز میں غیر مذہب کے تہوار کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ کیا کوئی غیرت مند مسلمان اس بات کو برداشت کرے گا کہ کسی غیر مرد کا پیغام الفت اس کی بیوی، بیٹی یا بہن کے لیے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کی زینت بنے۔ اس تہوار کے ذریعے ہماری اسلامی روایات کو تباہ و برباد کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ مغرب اور غیر مذاہب کے تہوار منانے کے یہ کون سے طریقے ہیں اور ان کی سرپرستی کیا معنی رکھتی ہے پادری سینٹ ویلنٹائن ڈے کی بے معنی اور غیر اخلاقی محبت کا پرچار کرنے والے اپنی تہذیب پر بدنما داغ ہیں۔ پاکیزہ جذبوں کے حوالے سے یورپ و امریکا ہماری کیا رہنمائی کریں گے جو خود ان

لطیف جذبوں سے ناآشنا، دور گمراہیوں کے اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ مسلمانوں میں بسنت جیسے ہندووانہ تہوار کے بعد عیسائی قوم کے پادری سینٹ ویلنٹائن ڈے کے مکروفریب پر مبنی داستان کو ہم پر کیوں لادا جارہا ہے قوم کو اس تہوار کی نسبت سے ناچ گانے اور عیش عشرت کے اندھے کنوئیں میں دھکیل کر آخر کن لوگوں کے عزائم کی تکمیل کی جارہی ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے اس پس منظر سے آگاہی کے بعد اس بات کو ماننے سے کوئی بھی صاحب بصیرت آدمی انکاری نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ دن کلی طور پر فحاشی، عریانی، بے حیائی اور بدتہذیبی پر مبنی ہے اور جن کی یاد میں یہ دن منایا جارہا ہے سمجھ نہیں آیا اس حملے کا مطلب کیا ہے۔ باعث افسوس ہے کہ اب مسلمان بھی اس بے حیا بے شرم اور دوسروں کی بیٹیوں کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے والے عیسائی پادری کی روایات کو زندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جنسی بے راہ روی کا فروغ:

تاریخ ''ویلنٹائن'' کو ایک محبت کا جذبہ رکھنے والا بزرگ کہے یا بدکردار آدمی یہ ایک الگ بحث ہے مگر یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ ''ویلنٹائن ڈے'' بے حیائی کو فروغ دینے کا دن ہے اس کا مقصد صرف اور صرف عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے قریب لانا ہے اور جنسی بے راہ روی کو محبت کا لبادہ پہنانا ہے۔ ایک مسلم معاشرہ اس بات کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا کہ ایک غیر مرد عورت کو یا ایک عورت کسی مرد کو پھول پیش کرے اور اس کے ساتھ اخلاقیات کی حدود عبور کرلے۔ چاکلیٹ، کارڈز اور پھولوں کے تحفوں کے ساتھ ساتھ لواسٹوریز پر مشتمل کتب اور فحش فلمیں ایک دوسرے کو پیش کرے۔ یہ رسومات ہمارے معاشرے کے منہ پر ایک طمانچہ ہیں۔

کتنی شرمناک بات ہے کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے حیائی کی دلدل میں پھینک رہے ہیں۔ والدین بڑے فخر کے ساتھ معصوم بچوں کو پھول اور چاکلیٹ خرید کردیتے ہیں کہ وہ اپنی کلاس فیلوز لڑکیوں اور لڑکوں کو پیش کریں نوجوان بیٹے، بیٹیاں ماں باپ کے سامنے کارڈز خریدتے ہیں ماں باپ کی جیب سے پھول خرید کر ایک دوسرے کو دیتے ہیں اور والدین خوش ہوتے ہیں کہ چلو اچھا ہماری اولاد یورپ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنا رہی ہے اور اب ان کو بے حیائی میں پہلا انعام ضرور ملے گا۔ اس سے بڑھ کر والدین کے لیے ڈوب مرنے کا مقام اور کیا ہوگا کہ نوجوان بیٹی گھر داخل ہوتی ہے تو اس کے ہاتھ میں کئی سرخ پھول اور کارڈز تھامے ہوتے ہیں اور وہ فخر سے بتاتی ہے کہ اس کی کلاس کے سب لڑکوں نے اس سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ یہ کونسی انسانی محبت کا دن ہے اس بے حیائی کو انسانی محبت کہنا بھی گناہ ہے۔ یہ محبت کا نہیں بلکہ یہ بے حیائی کو ''آرڈر آف دی ڈے'' بنانے کا دن ہے جس دن نوجوان نسل اپنی تہذیب اپنی اخلاقیات کو نوچ کر بزرگوں کے منہ پر دے مارتی ہے اور بے حیائی کے سمندر میں غوطہ زن ہوجاتی ہے ''فائیو سٹارز'' ہوٹلوں اور ''کلبوں'' میں جاکر اخلاقیات کی تمام حدوں کو پار کرتے ہوئے اس بے شرمی کو محبت بھرے جذبے کا نام دیتے ہیں اور والدین اپنی اولاد کو اس بے راہ روی کی پگڈنڈی پر چلتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری اولاد غیر مسلموں کی کسی رسم کو منانے میں پیچھے نہیں ہے بلکہ وہ ہندو اور عیسائیوں سے بھی زیادہ پرجوش انداز میں ان تہواروں کو مناتے ہیں۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے انگریزی تعلیمی اداروں میں جہاں پڑھنے والے بچوں کو یہ بھی نہیں پتہ ہوتا کہ محمد بن قاسم کون تھا؟ ان کے آئیڈیل مائیکل جیکسن اور شاہ رخ ہوتے ہیں، وہ انگریزی گانے گارہے ہوتے ہیں وہ ٹیڑھے میڑھے منہ کرنے والے گلوکاروں کو پسند کرتے ہیں۔ لڑکے برمودا شارٹ اور لڑکی جینز پہننا پسند کرتی ہے ان کی پسندیدہ خوراک برگر ہوتا ہے۔ ان اسکولوں میں بڑے اہتمام کے ساتھ یہ دن منایا جاتا ہے ماں باپ ان اداروں میں بھاری فیس اور دیگر اخراجات دے کر بچوں کو بے حیائی کے سرٹیفکیٹ لے کر دیتے ہیں۔ ان اداروں میں قومی روایات سے بے اعتنائی برتتے ہوئے انگریزی تہذیب کو فروغ دینے کی پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ انگلش میڈیم اسکولوں میں ''ویلنٹائن ڈے'' کی تقریبات ''یوم پاکستان'' کی تقریبات سے بھی زیادہ جوش وخروش سے منائی جاتی ہیں۔ مقصد معصوم ذہنوں کو جنسی بے راہ روی کے لیے تیار کرنا ہے۔ ''ویلنٹائن ڈے'' کو فروغ دینے والے وہی دانشور حلقے میڈیا اور سرکاری افسروں کے ٹولے ہیں جنہوں نے پہلے ''ہیپی نیوایئر'' اور پھر بسنت کو قومی تہوار بنانے میں اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ بے حیائی کے پیامبر پرنٹ میڈیا سے لے کر الیکٹرانک میڈیا تک قابض ہیں اور انہوں نے میڈیا کے ذریعے ہی اس قوم سے اس کا اصل تشخص چھین کر اسے بے شرمی کے سمندر میں غرق کیا ہے۔ قوم کے محب وطن حلقوں کو چاہیے کہ وہ دشمن کی اس چال کو سمجھیں اور اس کا تدارک کریں تاکہ قوم اس اخلاقی پستی سے بچ جائے۔ ☆......☆......☆

ختم نبوت کے بارے میں مرزا قادیانی کا ابتدائی عقیدہ

مولانا لیاقت علی باجوہ، سیالکوٹ

مرزا غلام احمد قادیانی ابتداء میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین (آخری نبی) مانتا اور ختم نبوت سے آخری نبوت مراد لیتا تھا لیکن۔ جب مرزا سامراجی طاقتوں کے منصوبے کا حصہ بنا تو سب سے پہلے ختم نبوت کے معنی کو بدلا اور خاتم النبیین کی نئی تعبیر شروع کی اور معنوی انحراف کرتے ہوئے اسے نئے معنی پہناتے ہوئے اور ایک ایسا موقف اختیار کر لیا جو کہ سابقہ مؤقف سے مختلف تھا۔ یہ تحریف اس لیے کی تا کہ انگریز کی جانشینی کا حق ادا کیا جاسکے۔ ذیل میں مرزا کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں جن میں مرزا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کیا ہے اور ختم نبوت کے منکروں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

(۱) ''نہ مجھے دعوی نبوت وخروج از امت اور نہ منکر معجزات وملائکہ اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں۔'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا ہوں، اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور حضور کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کا ایک شوشہ ایک نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ [نشانی آسمانی ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن ۴:۳۹۰: از مرزا قادیانی]

(۲) ((ولا یجیء نبی بعد رسول اللہ ﷺ وھو خاتم النبیین بعد ما کان لاحد ان ینسخ القرآن بعد تکمیلہ)) [حماۃ البشری ۳۲ مندرجہ روحانی خزائن ۷، ۱۹۹: از مرزا غلام احمد قادیانی] ''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آسکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور کوئی قرآن کو اس کی تکمیل کے بعد منسوخ نہیں کر سکتا۔''

[حمامۃ البشری ۶۷، از مرزا]

(۳) ختم نبوت سے متعلق مرزا نے ایک قرآنی آیت اور حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

[کتاب البریۃ حاشیہ ۹۹، ۱۰۰۔ خزائن ۱۷، ۲۱۷، ۲۱۸]

(۴) ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبین میں صریح نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جیسا کہ فرمایا ہے: ولکن رسول اللہ وخاتم النبین۔ [تحفہ گولڑویہ، خزائن ۱۷، ۱۷۴]

(۵) اکیسویں آیت یہ ہے ﴿ما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین﴾ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم دنیا میں نہیں آسکتا کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔

[ازالہ اوہام ۶۱۴، مندرجہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۳۲]

(۶) قرآن مجید میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق یہ

شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس کی شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔[ایام صلح، ص ۱۴۶ مندرجہ روحانی خزائن، ج ۱۴ ص ۳۹۲، ۳۹۳: ازمرزا]

(۷) اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔[انجام آتھم حاشیہ: ۲۷، ازمرزا]

(۸) ایسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لانبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔[ایام الصلح ۱۵۲۔ ازمرزا]

(۹) ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء میں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔

(۱۰) سب کے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔[حقیقۃ الوحی ۱۴۵: ازمرزا قادیانی]

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔[چشمہ معرفت ۸۲ مندرجہ روحانی خزائن ۲۳:۹۰]

(۱۲) ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ واقعی اور حقیقی طور پر یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔[چشمہ معرفت حاشیہ ۳۲۵، خزائن ۲۳، ۳۴۰]

(۱۳) اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجنے شروع کر دے۔

[آئینہ کمالات اسلام ۳۷۷، ازمرزا]

(۱۴) اور میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔[مجموعہ اشتہارات ۱: ۲۳۰ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱، ازمرزا غلام احمد قادیانی]

(۱۵) میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے............ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول اللہ کا متبع ہوں۔[جنگ مقدس ۶۷، روحانی خزائن ج ۶ ص ۱۵۶]

(۱۶) حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔[ازالہ اوہام ۱۳۷ مندرجہ روحانی خزائن ج ۷ ص: ۲۳۳، ۲۳۴]

(۱۷) اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ اس کے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔[آسمانی فیصلہ ۳: از غلام احمد قادیانی]

(۱۸) اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔[مجموعہ اشتہارات ۱: ۲۵۵: ازمرزا قادیانی]

(۱۹) ما كان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين (حمامۃ البشری ۹۶: ازمرزا قادیانی) ''میرے لیے جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں۔''
[حمامۃ البشری مترجم ۲۸۲ مندرجہ روحانی خزائن ج ۷ ص ۲۹۷: ازمرزا قادیانی]

(۲۰) کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولكن رسول الله وخاتم النبيين کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نبی اور رسول ہوں۔[انجام آتھم ۲۷ مندرجہ روحانی خزائن ۱۱، ۲۷ حاشیہ۔ ازمرزا قادیانی]

(۲۱) لا نبی بعد رسول ﷺ وهو خاتم النبيين وما كان لاحد ان ينسخ القرآن بعد تكميله ''پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور کوئی قرآن کو اس کی تکمیل کے بعد منسوخ نہیں کرسکتا۔'' [حمامۃ البشری مترجم ۷۶: ازمرزا قادیانی]

(۲۲) اے میرے بھائی تو یہ خیال نہ کر کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے

جس میں دعویٰ نبوت کی بو بھی پائی جاتی ہو، جیسا کہ میرے اور میری عزت پر حملہ کرنے والوں نے سمجھا بلکہ جب کبھی میں نے یہ کلمہ کہا ہے تو وہ معارف اور دقائق قرآنیہ کو بیان کرنے کے لیے کہا ہے۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا۔

[حمامۃ البشریٰ مترجم ص ۲۹۴: از مرزا غلام احمد قادیانی]

(۲۳) ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء کو ملتی ہے اس کے قائل ہیں۔ [تبلیغ رسالت: ۶: ۲، ۳]

یہ مرزا قادیانی کے ابتدائی عقیدہ کی ایک جھلک ہے مگر بعد میں مرزا نے کئی پینترے بدلے، کبھی امام الزمان، محدث، مہدی مشہور مسیح موعود مسیح پر فضیلت، دعویٰ نبوت، ظلی نبوت کا دعویٰ، بروزی نبوت کا دعویٰ، حقیقی و تشریعی نبوت کا دعویٰ، عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ، نبی اکرم پر فضیلت کا دعویٰ اور اپنی نیت آخری نبی ہونے کا دعویٰ جس کا ہم مختصر ذکر پہلے کر چکے ہیں۔

یکجہتی کشمیر سیمینار

جماعت اہلحدیث لاہور کے زیر اہتمام 5 فروری 2014 بروز بدھ بعد نماز ظہر مرکزی دفتر جامع مسجد القدس چوک دالگراں لاہور میں یکجہتی کشمیر سیمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت سے تجارت کشمیری شہداء کے خون سے غداری ہے، کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، کشمیری پاکستان کی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا ہم مسئلہ کشمیر کا حل کئے بغیر بھارت سے کھلے عام تجارت کرنا پاکستان دشمنی سمجھتے ہیں۔ تحریک المجاہدین جموں کشمیر کے امیر الشیخ جمیل الرحمن نے کہا کہ حکومت پاکستان کشمیر کی آزادی اور شہداء کی قربانیوں کو رائیگاں کرنے کی کوشش کر رہی ہے مگر کشمیری آج بھی قربانیاں پیش کر کے پاکستانی عوام کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور تحریک آزادی کشمیر بھارت کے ظلم و جبر کی وجہ سے کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث لاہور رانا نصر اللہ خاں نے کہا کہ حکومت کشمیریوں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے تاکہ وہ بھی آزادی کی نعمت کو پا سکیں۔ مولانا شکیل الرحمن ناصر اور مولانا شاہد محمود جانباز نے کہا کہ کشمیر کی تحریک آزادی دراصل پاکستان کا دفاع ہے۔

[منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث لاہور]

ایک مکتوب حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ
مناظر اسلام، مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کے نام

خیریت دعافیت مطلوب! حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کی وفات کا سن کر بہت دکھ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون ((ان للہ ما أخذ ولہ ما أعطى وكل شئ عنده بأجل مسمى فلتصبر ولتحتسب)) محترم حافظ صاحب ایک دینی و علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد گرامی شیخ شیخنا مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اپنے وقت کے عظیم محدث، فقیہ اور نکتہ شناس مفتی تھے۔ حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کی سماجی و دینی خدمات قابل قدر ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب مرحوم کی بشری لغزشات سے درگزر فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

والسلام!

حافظ محمد ریاض احمد عاقب اثری

خادم حدیث مرکز ابن القاسم الاسلامی ملتان

انقلاب خالی دعووں سے نہیں بلکہ محنت و جانفشانی سے آتا ہے: خطاب

آج ہر طرف انقلاب انقلاب کا رونا رویا جا رہا ہے، انقلاب خالی دعووں سے نہیں بلکہ محنت و جانفشانی سے آتا ہے۔ اگر مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا اور حکومت ملک میں امن و سکون کے نفاذ کے ساتھ ساتھ فاروق اعظمؓ اور صلاح الدین ایوبیؒ کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنانا ہوگا۔ حکمران اور عوام الناس اگر فحاشی و عریانی کا خاتمہ اور شرم و حیا کا نفاذ چاہتے ہیں تو انہیں عیش و تنعم کی چادر اُتار کر پھینکنی ہوگی۔ اپنے قول و عمل میں مطابقت پیدا کرنا اور انتھک محنت کے ساتھ ساتھ ریاکاری کو بالائے طاق رکھ کر خلوص نیت سے شریعت اسلامی کو اپنا شعار بنانا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار جماعت اہلحدیث لاہور کے امیر مولانا شاہد محمود جانباز نے ''مدرسہ جامعۃ الرضوان'' میں خطبہ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسلام ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر کلمہ گو انسان کو زندگی کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ یاد رہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین یا نظام اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں۔ [منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث لاہور]

عالم اسلام کے مسائل اور مسلمانوں کی بے حسی

عطاء محمد جنجوعہ — قسط نمبر 1

یہود، ہنود اور نصاریٰ نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فلسطین، کشمیر اور بوسنیا میں مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ وہاں کے مسلمان انفرادی سطح پر حریف قوتوں سے زور آزمائی کر رہے ہیں۔ اسلامی ممالک اعلانیہ طور پر مظلوم بہن بھائیوں کی فوجی امداد کیوں نہیں کرسکتے؟ اسرائیل نے عرب دنیا کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ قبلہ اول کی آزادی مسلم دنیا کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ فلسطینی دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، انہیں لبنان کے محصور کیمپوں میں اپنے مردہ بھائیوں کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا۔ یہودی مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں

اسرائیل نے پارلیمنٹ کے دروازے پر جلی حروف میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ: ''اے اسرائیل تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں'' ان کا کہنا ہے کہ یہ وہ سرحدیں ہیں جو خود بائبل میں خدا کی جانب سے یہودیوں کو عطا کی گئی ہیں۔ صیہونی نقشہ کے مطابق اسرائیل جن علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ان میں دریائے نیل تک مصر پورا لبنان، شام اور عراق کا فرات تک کا علاقہ اور مدینہ منورہ تک حجاز کا بالائی علاقہ شامل ہے۔

1967ء میں بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے بعد موشے دایان نے اعلان کیا کہ ہم نے یروشلم پر قبضہ کر لیا ہے اور اب ہم مدینہ منورہ اور بابل کی طرف بڑھنے والے ہیں۔ اسرائیل نے لبنان پر بمباری کر کے سینکڑوں مسلمانوں کو شہید کر دیا اور کثیر آبادی کو گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

بھارتی درندے کشمیر میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔ لوٹ مار اور قتل وغارت کے واقعات روزمرہ زندگی کے معمول بن چکے ہیں۔ ہماری سینکڑوں ماؤں اور بہنوں کی عصمتوں کو داغدار کر دیا گیا حتیٰ کہ بھارتی افواج نے سرینگر میں 49 مسلمانوں کو زندہ جلا دیا۔ جدہ ریڈیو کے مطابق 5 جولائی 1993ء تک کشمیر میں 35 ہزار مسلمان شہید اور 63 ہزار معذور ہوئے۔ کشمیر میں ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں شدت پسند تنظیموں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں رہنا ہے تو ہندو بن کر رہو، ورنہ ہندوستان سے نکل جاؤ۔ بھارت میں 40 ہزار مسلمانوں کو ہندو بنانے پر مجبور کر دیا گیا۔ بھارت میں مسلمانوں کی تاریخی بابری مسجد کو ہندوؤں نے الٹی میٹم دے کر شہید کر دیا۔ جب مسلمانوں نے جمہوری طریقہ کے مطابق احتجاج کیا تو بھارتی خونخوار بھیڑیوں نے مسلمانوں پر فائرنگ کھول دی۔ سینکڑوں مسلمانوں کو شہید اور ان کے مکانوں کو نذر آتش کر دیا۔ تامل باغیوں نے مشرقی سری لنکا میں بھارت پر شب خون مار کر 170 مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ تامل گوریلوں نے دو مساجد پر حملہ کر کے 200 نمازیوں کو شہید کر دیا۔ برما میں مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے، وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ فلپائن اریٹیریا قبرص اور صومالیہ میں مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی مہم جاری ہے۔ بوسنیا کا علاقہ خلافت عثمانیہ کے دور میں سلطان محمد الفاتح نے فتح کیا۔ طویل عرصہ تک مسلمانوں کے زیر قبضہ رہا، پھر اس پر کمیونسٹوں نے قبضہ کر لیا۔ بوسنیا کا علاقہ جو یوگوسلاویہ کی چھ خودمختار ریاستوں میں سے ایک ہے۔ کمیونسٹوں کے خاتمہ کے بعد یہ ریاستیں آزاد ہوئیں تو اقوام متحدہ نے بوسنیا کو تسلیم کر کے رکن بنا لیا مگر صلیبی ریاست سربیا جو اسلحہ سے لیس تھی نے بوسنیا کے نہتے مسلمانوں پر چڑھائی کر دی۔ عیسائی فوجیوں نے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا، دوسری طرف سے کروشیا کی صلیبی ریاست نے بھی حملہ کر دیا۔

ایک اندازہ کے مطابق ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کو شہید کر دیا اور 4

لاکھ پناہ گزین بننے پر مجبور ہوگئے، حالانکہ مسلمان عورتوں کی عصمت کو داغدار کردیا گیا، بوسنیا میں پناہ گزین کیمپ دہشت کی علامت بن چکے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک جنگ عظیم دوئم کے بعد مظالم کی بدترین مثال ہے۔ فرار ہونے والے بوسنیائی قیدیوں نے جو لرزہ خیز داستان سنائی ہے اُس کے مطابق 40 ہزار بوسنیائی مسلمان قید میں ہیں، عیسائی ظالم حسینہ بوسنیائی قیدیوں کی آنکھیں نکال دیتی تھی۔ اس 18 سالہ مونیکا کو قیدیوں خصوصاً نوجوانوں پر تشدد کرکے ایک خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔ کئی قیدیوں کی ناک اور کان بھی کاٹ ڈالے، ٹوٹی بوتل قیدیوں کے پیٹ میں اُتاردی جاتی تھی۔ بعض قیدیوں کو بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیا جاتا تھا۔ [روزنامہ پاکستان 1992-8-27]

اقوام متحدہ کے ادارہ اطفال کے ماہرین کی رپورٹ کے مطابق بوسنیائی دارالحکومت میں 700 بچے ہلاک اور 75 ہزار سکتے کا شکار ہوگئے، یہ تعداد صرف محصور علاقوں سے فراہم ہوئی، ایک بچے کو اس کمرہ میں رہنے پر مجبور کیا گیا جس میں اس کے بھائی اور بھابھی کی لاش پڑی تھی۔ ویت نام، کمبوڈیا، لبنان اور افغانستان سے بھی جنگی علاقے دیکھے جو بربریت یہاں ہوئی اس کی مثال نہیں ملتی۔ [روزنامہ پاکستان 1992-11-30]

ایک رپورٹ کے مطابق مسلمان بچوں کو ذبح کرکے والدین کو خون پینے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ عیسائی مشنریاں مسلمان بچوں کو پرورش کے بہانے لے گئیں تاکہ اُنہیں عیسائی بنادیا جائے اور اس علاقے سے مسلمانوں کی نسل کو ختم کیا جائے۔ بوسنیا میں مسلمان عورتوں اور بچوں کو خوراک دینے کے بہانے جمع کرکے گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے۔ محصور کیمپوں میں 55 ہزار مسلمان فاقوں کا شکار ہیں۔ صلیبی ریڈیو نے اپنی رپورٹ میں واشگاف الفاظ میں کہا کہ بوسنوی عورتوں کی بھول تھی کہ سرب جارحیت کی صورت میں پچاس اسلامی ملک انکی مدد کریں گے، ہائے افسوس ان مظلوم و مجبور مسلمانوں کو دفاعی اسلحہ دینا تو کجا خوراک مہیا کرنے کے لیے بھی اقوام متحدہ کے دربار پر سجدہ ریزی کرنا پڑتی تھی۔

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

خلافت اسلامیہ کا دور امن وسلامتی کا زمانہ تھا، جب مسلمانوں اور ذمیوں کی عزت، جان اور مال کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اسلامی حکمرانوں کے عدل وانصاف پر اپنوں کو اعتماد اور غیروں کو بھی پختہ یقین تھا۔ اس بات کی مزید وضاحت کے لیے دو واقعات پیش کرتا ہوں:

دیبل کی بندرگاہ پر ڈاکوؤں نے عربوں کے تجارتی جہاز کو لوٹ لیا اور مسلمان عورتوں کو قید کرلیا۔ ان عورتوں کا پیغام سن کر حجاج بن یوسف کی رگ حمیت پھڑک اُٹھی۔ یہی واقعہ برصغیر میں اسلامی لشکر کی آمد کا سبب بنا، نہ صرف مسلمان عورتیں آزاد ہوئیں بلکہ راجہ داہر کے ظلم وستم سے تنگ آئے ہوئے غریب ہندؤں نے سکھ کا سانس لیا اور محمد بن قاسم کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر مقامی آبادی حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔

اندلس کے ساحلی علاقہ سیئہ (Ceota) پر کاؤنٹ جولین کی حکومت تھی۔ جس کی حسین وجمیل لڑکی فلورنڈا رواج کے مطابق شاہی محل میں زیر تعلیم تھی۔ یہ دوشیزہ بوڑھے راڈرک کے ہاتھوں اپنی عزت وناموس سے محروم ہوگئی۔ کاؤنٹ جولین کو جب اس کی بربادی کا علم ہوا تو اس کی غیرت کو سخت ٹھیس پہنچی۔ وہ اپنی لڑکی کو ساتھ لے کر گھر پہنچا اور آتے ہی طنجہ کے مسلمان گورنر طارق بن زیاد سے ملاقات کی، اس کو صورت حال سے آگاہ کیا اور راڈرک سے بدلہ لینے کے لیے اندلس پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور ہر قسم کی معاونت کا وعدہ کیا۔ طارق بن زیاد نے اندلس کے ساحل پر کشتیوں کو آگ لگادی، مسلمان جوانمردی سے لڑے، گواڈالٹ کی فیصلہ کن جنگ میں راڈرک کو شکست ہوئی اور شاہی محل پر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔

ہمارے اسلاف توحید کے داعی اور سنت کے شیدائی تھے۔ وہ کردار کے غازی، اللہ کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے نہ ڈرتے تھے۔ وہ شہادت کی خاطر میدان جہاد میں سینہ سپر رہتے تھے۔ اللہ ذوالجلال نے ان پر رحمت ونصرت کی بارش برسائی، ان کو قیصر وکسریٰ کے تخت کا وارث بنادیا جبکہ موجودہ دور میں فلسطین، کشمیر اور بوسنیا کے مظلوم مسلمان صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم اور سلطان محمد الفاتح کی روح کے متلاشی ہیں۔

[جاری ہے]

WEEKLY
LAHORE
TANZEEM AHL.E.HADITH
تنظیم اہلحدیث
C.P.L-104
فون مدیر اعلیٰ 042-36581025
فون مدیر مسئول 042-35854010

پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ   سلف صالحین کے طریق کی علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

اعلان داخلہ

عبداللہ محدث — محمد اسماعیل — عبدالقادر

سعودی یونیورسٹیوں کے ساتھ الحاق اوران میں داخلے کا سنہری موقع

شعبہ جات

1 درس نظامی 2 تحفیظ القرآن الکریم 3 وفاق المدارس السلفیہ 4 دار الافتاء 5 تصنیف وتالیف
6 دعوت وارشاد 7 فن مناظرہ 8 کمپیوٹر لیب 9 علاوہ ازیں بی اے تک عصری تعلیم لازمی ہے۔

خصوصیات

- قابل محنتی اور تجربہ کار اساتذہ کرام کی زیر نگرانی
- اسلامی یونیورسٹی میں داخلہ کے لیے طلبہ کو عربی زبان میں تقریری وتحریری تربیت
- وفاق المدارس السلفیہ سے الحاق اور اس کی تیاری کا بندوبست
- فاضل عربی کی تیاری
- فن مناظرہ میں طلبہ کی خصوصی ٹریننگ
- طلبہ کی تحریری تربیت کے لیے جامعہ سے ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" میں مضامین کی اشاعت
- ہفتہ وار طلبہ کا تقریری مقابلہ
- طلبہ کے قیام وطعام اور علاج معالجہ کا معقول انتظام

خوشخبری

اس سال جامعہ ہذا میں باقاعدہ شعبہ تجوید کا آغاز کر دیا گیا ہے
اس میں حفاظ کرام طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا اور آخر میں تجوید کی سند بھی دی جائے گی

شرائط داخلہ

طالب علم کم از کم مڈل پاس ہو   حافظ قرآن اور اردو پڑھ لکھ سکتا ہو
داخلہ کے وقت ہر طالب علم اپنے سرپرست یا والد کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضرور ہمراہ لائے

نوٹ: داخلہ 10 شوال سے لیکر آخر شوال تک جاری رہے گا۔

الداعی الی الخیر
حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور
0345-7656730   0423-7656730